بسم اللہ الرحمن الرحیم

Regd S. No 1411

پوسٹ بکس نمبر ۷۳۹۴ کراچی ۳

رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۴۱۱

مجلس خدام الاحمدیہ کراچی کا روزنامہ

خط نمبر ۳۱۰

فی پرچہ ۱ ۔

المصلح

جمعہ

۶ صفر المظفر ۱۳۷۳ھ

ایڈیٹر ۔ عبد القادر بی ۔ اے

جلد ۶ | ۱۶ اخاء ۱۳۳۲ھ ۔ ۱۶ اکتوبر ۱۹۵۳ء | نمبر ۱۶۶

پاکستان مسلم لیگ کے پنجابی ارکین کراچی کیلئے لاہور سے روانہ ہو گئے

لاہور ۱۵ اکتوبر ۔ پاکستان مسلم لیگ کے پچاس پنجابی ارکان وزیر اعلیٰ ملک فیروز خان نون کی سرکردگی میں آج صبح بذریعہ ریل کراچی روانہ ہو گئے ۔ ان میں چار صوبائی وزراء سردار عبد الحمید دستی سید علمدار حسین شاہ گیلانی ۔ سردار محمد خان لغاری اور شیخ مسعود صادق بھی شامل ہیں ۔ اسی ٹرین سے میاں ممتاز محمد دولتانہ اور سید علی حسین شاہ گردیزی بھی پاکستان مسلم لیگ کونسل کے اجلاس میں شرکت کے لیے کراچی آرہے ہیں ۔ پنجاب کے کچھ اور ارکان آج شام لاہور سے کراچی روانہ ہونگے

سلسلہ احمدیہ کی خبریں

ربوہ ۱۳ اکتوبر (بذریعہ ڈاک) سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی طبیعت تا حال ناساز ہے ۔ احباب صحت کاملہ وعاجلہ کے لئے دعا فرمائیں

گول میز کانفرنس میں شمولیت کے متعلق اٹلی کے وزیر اعظم کا بیان

روم ۱۵ اکتوبر ۔ اٹلی کے وزیر اعظم نے کہا ہے کہ اٹلی ٹریسٹ کے مستقبل کے متعلق مجوزہ گول میز کانفرنس میں شرکت کیلئے اس شرط پر تیار ہو سکتا ہے کہ اسے کانفرنس میں مساویانہ حیثیت سے شامل کیا جائے دوسرے یا تو ٹریسٹ کا اے زون اٹلی کے حوالے کیا جائے یا پھر بی زون سے یوگوسلاویہ اپنی فوجیں ہٹالے ۔

کوریا کے غیر جانبدار کمیشن نے بھارتی فوج کو قیدیوں کے خلاف طاقت استعمال کرنیکا اختیار دیدیا

غیر کمیونسٹ جنگی قیدیوں کی طرف سے شمالی کوریا اور چین کے نمائندوں پر خشت باری

پوسان ۱۵ اکتوبر ۔ کوریا کے غیر جانبدار کمیشن نے بھارتی فوج کے حفاظتی دستوں کو یہ اختیار دے دیا ہے کہ جو غیر کمیونسٹ قیدی کمیونسٹ افسروں کے سامنے بیان دینے پر رضامند نہ ہوں ۔ انھیں بیان دینے پر مجبور کرنے میں طاقت استعمال کی جا سکتی ہے ۔ چنانچہ بھارتی فوج کے کمانڈر جنرل تھمایا نے آج صبح اعلان کیا کہ جو جنگی قیدی آج دوپہر تک بیان دینے کے لئے کمیونسٹ نمائندوں کے روبرو پیش ہونے پر رضامند نہ ہونگے ان کے خلاف طاقت استعمال کی جائیگی ۔ ایک خبر رساں ایجنسی نے اطلاع دی ہے کہ دوپہر گزرنے کے ۲½ گھنٹہ بعد تک اس بات کے آثار نہیں تھے کہ ہندوستانی دستے طاقت استعمال کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں ۔ اس سے پہلے آج صبح کمیونسٹ افسروں نے شمالی کوریا اور چین کے غیر کمیونسٹ قیدیوں کو یہ سمجھانے کی کوشش کی تھی کہ ان کا اپنے گھروں کو واپس جانا ضروری ہے ، لیکن قیدیوں نے ان کی ایک بات نہ سنی بلکہ ان پر خشت باری کر کے انہیں واپس جانے پر مجبور کر دیا

برطانوی مصری مذاکرات کی تفصیلات عنقریب شائع کر دی جائینگی

تصفیہ کی امید تا حال قائم ہے ۔ قومی رہنمائی کے مصری وزیر میجر صالح سلیم کا اعلان

قاہرہ ۱۵ اکتوبر ۔ قومی راہنمائی کے مصری وزیر میجر صالح سلیم نے کل رات اعلان کیا کہ ابھی ایک موقعہ اور باقی ہے ۔ کہ خیر سگالی کی مدد سے تنازعہ سویز کا تصفیہ کر لیا جائے ۔ انہوں نے اخبار نویسوں کو بتایا کہ خواہ سمجھوتہ ہو یا نہ ہو مصر حالیہ مذاکرات کی جملہ تفصیلات شائع کر دے گا انہوں نے کہا ۔ برطانیہ میں کنزرویٹو پارٹی کے سالانہ اجتماع میں جس قسم کی تقریریں کی گئی ہیں ۔ ان کی وجہ سے مصر تفصیلات کو شائع کرنے پر مجبور ہو گیا ہے ۔ میجر سلیم نے اس امر کا یقین دلایا ۔ کہ اگر ایک مرتبہ سمجھوتہ ہونے کے بعد علاقہ سویز کا مکمل چارج مصر کو مل گیا ۔ تو برطانیہ کے جو چار ہزار فنی ماہرین وہاں مقیم رہیں گے ۔ تو مصر ان کی حفاظت اور آرام و آسائش کا پورا پورا انتظام کیا کریگا ۔ انہوں نے کہا ۔ جب تک موجودہ کشیدگی باقی رہے گی ۔ اس وقت تک برطانوی فوجوں کے خلاف ناخوشگوار واقعات کا رونما ہونا ناگزیر ہے ۔ انہوں نے مزید کہا ۔ اس قسم کے واقعات پر مصر کے کنٹرول کو خود برطانوی فوجوں نے ناقابل عمل بنا رکھا ہے ۔ کیونکہ مصری پولیس کو علاقہ سویز میں وہ مراعات میسر ہی نہیں ہیں ۔ کہ جن سے وہ اپنے فرائض کو کما حقہٗ سر انجام دے سکے ۔

پاکستانی ناظم الامور سے محمود فوزی کی ملاقات

قاہرہ ۱۵ اکتوبر ۔ مصر کے وزیر خارجہ جناب محمود فوزی نے کل پاکستانی ناظم الامور مقیم قاہرہ مسٹر طیب حسین سے ملاقات کی جو اگلے ماہ کے شروع میں سوڈان جا رہے ہیں ۔ تاکہ وہاں عام انتخابات شروع ہونے سے پہلے پہنچ جائیں ۔ انتخابات ایک خاص کمیشن کی نگرانی میں ۱۶ نومبر سے شروع ہوں گے ۔ مسٹر طیب حسین اس کمیشن کے صدر ہیں ۔

۵ تونسی باشندوں کو موت کی سزا

تونس ۱۵ اکتوبر ۔ تونس کی عدالت نے کل ۵ تونسی باشندوں کو سزائے موت کا حکم سنایا ۔ ان پر دو فرانسیسی پہرے داروں کو قتل کرنے کا الزام تھا ۔

پاکستان ریکارڈس کے چیف کمشنر

کراچی ۱۵ اکتوبر ۔ گورنر جنرل پاکستان جناب غلام محمد نے جو پاکستان کے چیف ریکارڈ ... ایجنسی نے بھی ان کے یوگوسلاویہ پہنچنے کی اطلاع دی تھی ۔ ایجنسی کو یوگوسلاویہ کے ایک تارک وطن کی زبانی معلوم ہوا تھا ۔ کہ بیریا ۲۷ ستمبر کو ٹرین کے ذریعہ یوگوسلاویہ پہنچے تھے ۔

پاکستان کا تجارتی وفد ترکی روانہ ہو گیا

کراچی ۱۵ اکتوبر ۔ معلوم ہوا ہے کہ پاکستان کا ایک تجارتی وفد ترکی روانہ ہوا ہے ۔ یہ وفد دونوں ملکوں کے تجارتی تعلقات اور زیادہ مضبوط بنانے کے سلسلے میں حکومت ترکی سے گفت و شنید کرے گا ۔

مہاجرین کے لئے ۲ ہزار من گیہوں

کراچی ۱۵ اکتوبر ۔ کھوکھراپار کے راستے آنے والے مہاجرین کے لئے حکومت نے ۲ ہزار من امریکی گیہوں مخصوص کیا ہے ۔ یہ گیہوں ایک خاص نظام کے تحت ان مہاجرین میں مفت تقسیم کیا جائے گا ۔

ترقیاتی منصوبوں کے لئے مزید رقوم کی منظوری

مظفر آباد ۱۵ اکتوبر ۔ آزاد کشمیر کی حکومت نے آزاد کشمیر کے ترقیاتی کاموں کے لئے مزید دو لاکھ ۷۹ ہزار روپیہ منظور کیا ہے اس رقم کا بیشتر حصہ سڑکوں اور پلوں کی تعمیر پر خرچ کیا جائے گا ۔

سرحد میں ۳۰ ہزار من گیہوں بیج کے طور پر مفت تقسیم کیا جائے گا

پشاور ۱۵ اکتوبر ۔ صوبہ سرحد کی حکومت نے اعلیٰ قسم کا ۳۰ ہزار من گیہوں فراہم کیا ہے ۔ یہ گیہوں ان کاشتکاروں میں تقسیم کیا جائے گا جو خریدنے کی استطاعت نہیں رکھتے ۔ صوبے کے چھ ضلعوں میں سے ہر ضلع کے لئے ۵ ہزار من مخصوص کی گئی ہے بیج کے طور پر یہ گیہوں کاشتکاروں کو اس شرط پر دیا جائے گا ۔ کہ وہ اتنا ہی اناج فصل پر واپس کر دیں ۔ ۴ ہز ہائی نس میر آف خیر پور کو پاکستان بوائے ریکارڈس کا چیف کمشنر مقرر کیا ہے ۔

امریکی وزیر خارجہ کی آئزن ہاور سے ملاقات

واشنگٹن ۱۵ اکتوبر ۔ امریکی وزیر خارجہ جان فاسٹر ڈلس نے کل لنڈن روانہ ہونے سے قبل صدر آئزن ہاور سے ملاقات کی ۔ وہ تین بڑی طاقتوں کے وزراء خارجہ کی کانفرنس میں شرکت کے لئے لنڈن جا رہے ہیں ۔ جو کل سے وہاں شروع ہو رہی ہے ۔ ملاقات کے بعد مسٹر ڈلس نے اخبار نویسوں سے کہا میں کچھ کہنا نہیں چاہتا ۔ کانفرنس میں امریکہ ، برطانیہ اور فرانس کے وزراء خارجہ شریک ہوں گے ۔

بیریا یوگوسلاویہ میں پناہ گزیں ہے

بلغراد ۱۵ اکتوبر ۔ بعض اطلاعات کے مطابق روس کے سابق وزیر داخلہ بیریا آج کل یوگوسلاویہ میں ہیں ۔ کہا جاتا ہے کہ وہ مارشل ٹیٹو کی رخصتی آرام گاہ میں مقیم ہیں ۔ اس سے پہلے مغربی جرمنی کی ایک خبر رساں

عبد القادر پرنٹر و پبلشر نے انجمن پریس لارنس روڈ میں طبع کرا کر دفتر المصلح میگزین لین کراچی سے شائع کیا

روزنامہ المصلح کراچی

مورخہ ۱۶ اخاء ۱۳۳۲ھ

تبلیغ اسلام

(گزشتہ سے پیوستہ)

جمعیۃ الفلاح کے جلسے میں مولوی تمیز الدین صاحب کی تقریر کے علاوہ اور بھی کئی دوستوں نے تقریریں کیں۔ جن میں سے بعض واقعی علمی اور معلوماتی لحاظ سے مفید اور بلند پایہ تھیں۔

افسوس ہے کہ اگرچہ یہ جلسہ ایک ایسی انجمن کی طرف سے کیا گیا تھا۔ جس کا دعویٰ ہے کہ وہ نہ تو سرکاری ہے اور نہ سیاسی مگر پھر بھی بعض مقررین شعرا اور حاضرین نے اس جلسہ کو اپنی سیاسی اغراض کا اکھاڑا بنانے کی کوشش کی سب سے زیادہ افسوسناک امر یہ ہے کہ انجمن کے مہتمموں نے جلسہ میں تقریروں کے لئے بعض ایسے لوگوں کا انتخاب کیا جو انجمن کی اغراض ومقاصد کے حدود کے اندر نہ رہ سکے۔ اور انہوں نے اپنی تقریر کو ان باتوں پر محمول کردیا۔ جو انجمن کے اغراض ومقاصد کی صریح تردید تھیں۔ اور جن کا پس منظر سراسر سیاسی تھا:

ان لوگوں کی تقریر کے علاوہ حاضرین میں سے ایک جماعت کے افراد نے رقعہ بازی سے بھی اس امر کا اظہار کیا کہ جمعیت الفلاح کے اغراض ومقاصد اسلام کے لئے ہرگز اتنے اہم نہیں ہیں۔ جتنا کہ ایک مخصوص شخص کی شان عالمیت۔ ان کے رقعہ سے جو انہوں نے صدر جلسہ کی خدمت میں ارسال کیا گمان ہوتا تھا کہ گویا جمعیت کے اغراض ومقاصد اور ان کی تشریح اور اس کے متعلق دوسرے مضامین پر تقاریر کرا کے جمعیۃ اپنے احمق پن کا اظہار کر رہی ہے۔ حالانکہ اس کے سامنے جو سب سے اہم مسئلہ درپیش ہونا چاہیئے تھا وہ اس مخصوص شخصیت کے متعلق ہونا چاہیئے تھا۔

ان لوگوں کی تقریروں اور اس رقعہ بازی سے واضح ہو جاتا ہے۔ کہ آج تک اسلام کی عالمگیر تبلیغ کے راستہ میں کس قسم کی روکیں حائل رہی ہیں۔ اسی قسم کی تحریکیں اور افراد ہیں جنہوں نے نہ صرف یہ کہ تبلیغ اسلام کے قافلہ کو آگے نہیں بڑھنے دیا۔ بلکہ پیچھے گھسیٹنے کا ذریعہ بنتے رہے ہیں۔

عالم اسلام کی تاریخ کا مطالعہ کرنے والے جانتے ہیں کہ اقتدار پسند طبقہ نے ان الحکم الا للہ کا نعرہ لگا کر اسلام کی صحیح تبلیغ کرنے والوں کے لئے ہمیشہ مشکلات پیدا کئے رکھی ہیں۔ اور ان کے کام کی اہمیت کو عوام کی نظروں سے گرانے کی ہمیشہ کوشش کی ہے۔ چنانچہ "جمعیت الفلاح" کے کام میں بھی اسی نوع کی خلل اندازی کی کوشش کی گئی ہے اور یہاں تک کہا گیا کہ چند سو غیر مسلموں کو مسلمان بنانے سے کیا فائدہ۔ اصل کام تو یہ ہے کہ یہاں اسلامی رائے عامہ کو غالب کیا جائے۔ اور مغرب زدہ طبقہ کو زک پہنچائی جائے۔

ہمیں نفس مضمون پر اعتراض نہیں ہے مگر ع

ہر سخن وقتے و ہر نکتہ مقامے دارد

اگر ایسے خیالات کا آرام باغ کراچی میں اظہار کیا جاتا تو کوئی ہرج نہیں تھا۔ ہر شخص مختار ہے کہ جو چاہے اپنے خیال رکھے۔ اور اپنے خیالات کی تبلیغ کا بھی ہر شخص کو پورا پورا حق ہے مگر عجیب ایک ایسی انجمن کے جلسہ میں جس کے قواعد وضوابط میں ہے کہ نہ وہ سرکاری ہے اور نہ سیاسی ہے اس قسم کے خیالات کا اظہار جو اسکے قواعد وضوابط کی صریح خلاف ورزی ہو انجمن کے ارکان کی کھلی توہین ہے۔

یہ درست ہے کہ سب کو صحیح مسلمان بننا چاہیئے۔ مگر غیر مسلموں میں اسلام کی تبلیغ ان اغراض ومقاصد کے پیش نظر جو مولوی تمیز الدین صاحب نے اپنی افتتاحی تقریر میں واضح کئے ہیں کس طرح ایسا کام ہے جس کو فی الحال نظر انداز کردینا چاہیئے۔ یہ دونوں کام ساتھ ساتھ کیوں نہیں ہو سکتے؟ بے شک یہاں کے مسلمانوں کو بھی صحیح اسلامی تعلیم سکھانا ضروری ہے مگر اسکے یہ معنے کس طرح ہو گئے کہ کوئی انجمن یا ادارہ غیر مسلموں میں تبلیغ اسلام اس وقت تک ترک کردے۔ جب تک تمام مغرب زدہ لوگ پکے مسلمان نہ بن جائیں۔ کیا سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے پہلے تمام مکہ کو مسلمان کر لیا تھا۔ اور پھر طائف گئے تھے اور پھر مدینہ میں ہجرت فرمائی تھی؟

اگر سیدنا محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور آنحضرت کے مقدس صحابہؓ بھی یہ کہتے کہ چند مدینہ کے لوگوں نے اسلام قبول کر لیا تو کیا ہوا۔ ہمیں پہلے تمام قریش کو کلمہ پڑھانا چاہیئے تو یقیناً اس کا نتیجہ یہ ہوتا کہ آج ایک بھی مسلمان دنیا میں موجود نہ ہوتا۔

ہم جمعیت الفلاح کے ارکان کی خدمت میں عرض کرتے ہیں کہ وہ ایسی تقریروں اور رقعہ بازیوں سے متاثر نہ ہوں۔ اور نہ مایوس ہوں۔ انہوں نے حتی الوسع جیسا کہ مولوی تمیز الدین کے خطاب سے واضح ہوتا ہے صحیح لائحہ عمل اختیار کیا ہے۔ اور جو کچھ اس ضمن میں انہوں نے آج تک کیا ہے۔ ہم انہیں اس کے لئے مبارک باد پیش کرتے ہیں۔ اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ انہیں خود بھی اسلام کی صحیح تعلیم کا پابند بنائے۔ اور ان لوگوں کو اسلام کا صحیح پیغام پہنچانے کی توفیق دے۔ جن کے کانوں تک یہ نہیں پہنچا یا پہنچا ہے تو مسخ ہو کر پہنچا ہے۔

ہم انہیں یقین دلاتے ہیں کہ "جماعت احمدیہ" اسی غرض کے لئے کھڑی ہوئی ہے اس کے پیش نظر تبلیغ اسلام اور صرف تبلیغ اسلام ہے۔ اس کو کرہ ارضی کے کسی خطہ پر ناجائز طور پر سیاسی اقتدار حاصل کرنے کی ہرگز خواہش نہیں۔ وہ تو صرف تمام عالم کے دلوں پر اللہ تعالےٰ اور اسکے آخری رسول محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بادشاہت قائم کرنا چاہتی ہے۔ اور یہ بادشاہت وہ جس طرح ایک سرمایہ دار ایک صدر ریاست اور ایک رکن حکومت کے دل پر قائم کرنا چاہتی ہے۔ اسی طرح ایک مزدور ایک پیشہ ور ایک چپڑاسی کے دل پر دیکھنا چاہتی ہے۔ جس طرح وہ یہ بادشاہت تجارت کے بڑے بڑے ایوانوں۔ امراء کی کوٹھیوں۔ سرداران اقوام کے محلوں میں دیکھنا چاہتی ہے۔ اسی طرح وہ یہ بادشاہت گھاس پھوس کی جھونپڑیوں اور فٹ پاتھوں پر دیکھنے کی متمنی ہے۔

ہمارا خدا جانتا ہے۔ کہ ہمیں اسکی بڑی خوشی ہے۔ کہ جمعیت الفلاح نے اس بھولے بسرے کام کے لئے کمر ہمت باندھی ہے۔ اگر وہ نیک نیتی اور استقلال سے کام کرے گی۔ اور سیاسی الجھنوں سے بچی رہے گی۔ تو انشاء اللہ اس کو ضرور کامیابی ہوگی۔ اور اسکی یہ کامیابی ہمارے لئے باعث مسرت ہوگی۔ کیونکہ اسکی یہ کامیابی دراصل ہماری ہی کامیابی ہے۔ کیونکہ بظاہر وہ وہی اغراض ومقاصد لیکر اٹھی ہے۔ جن اغراض ومقاصد کے لیے آج سے ۶۴ سال پہلے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی جماعت کھڑی کی تھی۔ اور جو خدا تعالےٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ قدم بقدم ترقی کی منازل طے کرتی چلی جارہی اور اسی کے فضل وکرم سے امید ہے۔ کہ کرتی چلی جائیگی۔

اجتماع

خدام الاحمدیہ کے اجتماع کی پہلی تاریخ یعنے ۲۳ اکتوبر کے آنے میں اب صرف سات دن باقی رہ گئے ہیں۔ اس لحاظ سے ہماری یہ گذارش شاید آخری گذارش ہے۔ جس کے نتیجہ میں ہم توقع رکھ سکتے ہیں۔ کہ ہمارے وہ نوجوان بھائی جو اس سے قبل اس موقعہ پر مرکز میں جانے کا ارادہ نہیں کر سکے تھے۔ وہ ان آخری دنوں میں ضروری تیاری وغیرہ کر کے اس مبارک اور اہم تقریب میں شمولیت کے لئے جا سکیں گے۔

ہم اس سے پہلے بھی اپنے بھائیوں کو اجتماع کے مختلف افادی پہلوؤں کی طرف اشارہ کر کے اس کی اہمیت کا احساس دلا چکے ہیں۔ اور بالخصوص سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے بعض ارشادات۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے سلمہ اللہ تعالےٰ کا پیغام نائب صدر مجلس خدام الاحمدیہ اور مرکزی دفتر خدام الاحمدیہ کی طرف سے کئی ہدایات اور اعلانات اس غرض سے شائع کر کے انہیں شمولیت کی تحریک کر چکے ہیں۔ اور باوجودیکہ ہم اپنے نوجوانوں کے اجتماعی فکری ارتقا اور مرکزیت کے افادی احساس کی بناء پر انہی کو خود ان کے عزم شمولیت کے لئے کافی خیال کرتے ہیں۔ لیکن پھر بھی ادائگی فرض کے طور پر آج ہم آخری بار اس ذمہ داری سے عہدہ برآ ہونے کی ایک اور کوشش کر رہے ہیں۔

مرکز میں جانا اور ایسے اہم اجتماع میں شریک ہونا اپنے اندر محض جذباتی کشش ہی نہیں رکھتا۔ انتظامی اور عقلی پہلو سے بھی اس کی بہت بڑی اہمیت ہے۔ ہماری ذمہ داریوں میں حالات نے جو اضافہ کردیا ہے۔ اور ملک وقوم کی جو ضروریات روز بروز پیدا ہو رہی ہیں۔ ان کا تقاضہ ہے کہ افراد باہم زیادہ قریب ہوں اور اپنی اصلاحی اور تعمیری کوششوں کو زیادہ تنظیم اور باقاعدگی سے ایک مرکز پر مجتمع کرنے کے لئے آپس میں براہ راست اور بلا واسطہ تبادلہ خیالات کریں۔ اور بالخصوص نوجوان جو صحیح معنوں میں قوم کی "فعال قوت" ہوتے ہیں۔ وہ اس ذمہ داری کو کماحقہ سمجھیں اور پوری طرح ادا کریں۔ ۱۹۵۲ء کے جلسہ سالانہ کے بعد یہ پہلا موقعہ ہے کہ جب پبلک طور پر جماعت کے ذمہ دار افراد اور نوجوان طبقہ کی ایک خاصی تعداد مرکز میں آئے گی۔ دس ماہ کے اس عرصہ میں مومنانہ اخوت کے ساتھ آپس میں ملنے اور باہمی مسائل وحالات کو سمجھنے کی جو ضرورت پیش آتی رہی ہے۔ وہ یقیناً اس وقت تک بے تابی اور شوق میں تبدیل ہو چکی ہوگی۔ ایسے موقعہ پر اگر کوئی شخص بغیر وجہ کے اس کے اظہار سے پیچھے رہ جائے۔ اور اس موقعہ کو کھو دے۔ تو یقیناً یہ چیز بھی گراں گزرنے والی ہے:

(باقی دیکھیں ص ۵ پر)

روزنامہ المصلح کراچی ۱۶ اکتوبر ۱۹۵۳ء

خطبہ عید الاضحیہ

مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ اپنے آپ کو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی اولاد میں سے سمجھنے کی عادت ڈالیں

دینی رشتہ دنیوی رشتوں سے بہت زیادہ اہم ہوتا ہے یہی وہ رشتہ ہے جو چھوٹی قوموں کو آگے بڑھاتا اور انہیں دنیا پر غالب کر دیتا ہے

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۲۱ اگست ۱۹۵۳ء ـــ بمقام کراچی

تشہد تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔

بوجہ اسکے کہ رستہ میں غالباً ایک جگہ کھانے میں خرابی تھی۔ اور گھی خالص نہیں تھا میرا گلا بیٹھ گیا۔ یہاں آکر بھی ابھی

گلے کی خرابی

برابر چلی جا رہی ہے۔ اور وہ درست ہونے میں نہیں آئی۔ شاید یہاں بھی گھی میں خرابی اور ملاوٹ ہے۔ بہرحال گلے کی سوزش اور آواز کے بیٹھنے اور پھر پاؤں کی تکلیف کی وجہ سے میں زیادہ دیر تک کھڑا نہیں ہو سکتا۔ یوں تو پاؤں میں ایسی تکلیف نہیں جو کھڑے ہونے میں زیادہ دقت پیدا کر سکے۔ صرف انگوٹھے میں تکلیف ہے۔ اور پاؤں کے دوسرے حصہ پر دباؤ ڈالکر میں کھڑا ہو سکتا ہوں۔ لیکن اگر کوئی اور تکلیف ہو جائے تو پھر اسے بھی میں محسوس کرنے لگتا ہوں۔ اسی سفر میں میں نے انگوٹھے کی تکلیف کے باوجود ایک لمبا خطبہ دیا تھا جو اب تک میں درست نہیں کر سکا۔ کیونکہ اس کا بھی طبیعت پر بوجھ معلوم ہوتا ہے۔ بہرحال عید الاضحیہ کا خطبہ ایک مسنون خطبہ ہے۔ اور ایک بڑے واقعہ کی یاد دلاتا ہے۔ اس لئے کچھ نہ کچھ تو اس موقعہ کے مناسب حال کہنا ضروری ہوتا ہے اس لئے تکلیف کے باوجود میں یہاں آگیا ہوں۔

قوموں میں

یادگاریں قائم رکھنے کا بڑا بھاری رواج

ہے۔ اور مختلف قومیں اپنی اپنی یادگاریں قائم رکھتی ہیں۔ اوروں کو جانے دو۔ چوہڑوں اور چماروں تک میں یہ احساس پایا جاتا ہے کہ وہ اپنی قومی روایات کو قائم اور زندہ رکھیں۔ اور انہوں نے بھی اپنے لئے کوئی نہ کوئی فخر کی بات نکالی ہوئی ہوتی ہے۔

علم النفس کے ماہرین کا تجربہ ہے کہ انسانی جد وجہد جو اپنے نفس کی بہتری کے لئے کی جاتی ہے۔ اس کو جاری رکھنے اور پوری شان کے ساتھ جاری رکھنے کے لئے جن ذرائع کو استعمال کیا جا سکتا ہے۔ ان ذرائع میں سے زیادہ اہم اور مؤثر ذریعہ

ٹریڈیشن یعنی روایات سابقہ

ہوتی ہیں۔ ایک بچہ جب اپنے کام کے لئے اپنی جد وجہد کو لمبا نہیں کر سکتا تو اس کے رشتہ دار اور دوست اور عزیز واقربا اسے کہتے ہیں کہ ذرا یاد رکھو تم کن کی اولاد میں سے ہو۔ اور فوراً اس کی طبیعت اصلاح کی طرف مائل ہو جاتی ہے۔ اور وہ اپنی ناکام جد وجہد کو کامیابی میں بدل دیتا ہے۔ قرآن کریم نے بھی اس طریق کو استعمال کیا ہے۔ اور اس نے لوگوں کے سامنے ان کے آباء کے کارنامے رکھے ہیں۔ بلکہ

قرآن کریم نے

یہ حربہ دوہرے طور پر استعمال کیا ہے۔ اس نے کفار کے آگے بھی ان کے آباء کے کارنامے رکھے ہیں۔ اور انہیں توجہ دلائی ہے کہ جب تم ایسے ذلیل لوگوں کی نسل میں سے ہو تو تم کیسے کامیاب ہو سکتے ہو۔ اور اس نے مسلمانوں کے سامنے بھی ان کے پیشروؤں کے کارنامے رکھ کر بتایا ہے کہ تم ایسے شاندار پیشرو لوگوں کے قائم مقام ہو تو کس طرح ناکام ہو سکتے ہو۔ جب مسلمان دکھوں اور تکالیف سے گھبراتے تھے۔ تو ان کے سامنے یہ بات پیش کی جاتی تھی کہ تمہارے پیشروں نے تم سے زیادہ تکلیفیں اٹھائی ہیں اور جب کبھی دشواریوں نے ان کی ہمتوں کو پست کرنا چاہا تو فوراً ان کے سامنے یہ بات رکھ دی گئی۔ کہ تمہارے پیشروؤں کے سپرد جو کام تھے وہ بھی اپنی عظمت کے لحاظ سے کچھ کم نہیں تھے۔ بلکہ بہت بڑے تھے۔ اسی طرح اگر مسلمانوں نے کبھی قربانی کرنے میں سستی دکھائی تو انہیں بتایا گیا۔ کہ پہلے لوگوں نے بھی بڑی بڑی قربانیاں کی ہیں۔

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم

نے بھی مسلمانوں کو ہمت دلانے کے لئے یہی طریق اختیار کیا تھا۔ چنانچہ جب آپ نے دیکھا کہ مسلمانوں میں ان مصائب اور آلام کی وجہ سے جو دشمن کی طرف سے پیدا کئے جا رہے ہیں گھبراہٹ کے آثار نظر آتے ہیں۔ تو آپ نے ان کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ تم سے پہلے ایسے لوگ گزر چکے ہیں۔ جن سے یہ سلوک کیا گیا کہ انہیں کھڑا کر کے ان کے سروں پر آرہ رکھ دیا جاتا۔ اور پھر انہیں چیر کر دو ٹکڑے کر دیا جاتا۔ مگر پھر بھی وہ اُف تک نہیں کرتے تھے۔ جب انہوں نے ان سخت مشکلات کو برداشت کر لیا تو تم کیوں برداشت نہیں کر سکتے۔ غرض ٹریڈیشن یا کسی قوم کے بزرگوں کی سابقہ روایات اس قوم کو ہمت دلانے اور اسے سیدھے راستہ پر قائم رکھنے میں بڑی ممد ہوتی ہیں چنانچہ دیکھ لو ہماری ٹریڈیشن تو

سورۃ فاتحہ سے

شروع ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالےٰ ہمیں یہ دعا سکھاتا ہے کہ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم۔ اے خدا تو ہمیں سیدھا راستہ دکھا۔ وہ رستہ جو منعم علیہ لوگوں کا تھا۔ اور جس پر چل کر وہ لوگ کامیاب ہوئے۔ منعم علیہ گروہ ہی ہے۔ جسے قرآن کریم نے مسلمانوں کا آباء واجداد قرار دیا ہے۔ دنیوی آباء دنیوی نسل سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور روحانی آباء روحانی نسل سے تعلق رکھتے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ ایک شخص خالصۃً نسلاً بعد نسلٍ بغیر کسی شبہ کے ابراہیمؑ کا پوتا ہو۔ لیکن ابراہیمؑ کی خوبیوں اور اسکے کمالات سے اسے کچھ نہ ملا ہو۔ اور ہو سکتا ہے کہ ایک شخص نسلی لحاظ سے ابراہیمؑ سے سینکڑوں سال کا فاصلہ رکھتا ہو۔ اور اس کا کوئی باپ دادا ابراہیمؑ کی اولاد میں سے نہ ہو۔ لیکن سو یا دو سو یا ہزار پشتوں کے باوجود پھر بھی وہ

ابراہیمؑ کی اولاد

میں سے ہو۔ کیونکہ ابراہیمؑ یہودیوں کا باپ نہیں تھا۔ ابراہیمؑ خلیفۃ اللہ تھا اور خلیفۃ اللہ ہونے کے لحاظ سے وہی اس کی نسل تھی۔ جو خدا تعالےٰ سے تعلق رکھتی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم بار بار مسلمانوں کو ابراہیمی طریق پر چلنے کی ہدایت دیتا ہے۔ اور ابراہیمؑ کے طریق عبادت کو اختیار کرنے کی تلقین کرتا ہے۔ حالانکہ قرآن کریم خود کہتا ہے کہ انبیاء سابقین میں سے کوئی نبی بھی ایسا نہیں۔ جو ساری دنیا کی طرف بھیجا گیا ہو۔ صرف رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم ہی ایک ایسے وجود ہیں۔ جو ساری دنیا کی طرف مبعوث کئے گئے ہیں اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم بھی فرماتے ہیں کہ مجھے خدا تعالےٰ نے ابیض واسود اور احمر واصفر سب کی ہدایت کے لئے بھیجا ہے۔ اور مشرق ومغرب اور شمال وجنوب میں کوئی شخص ایسا نہیں جو میرے دائرہ ہدایت سے باہر ہو مگر اسکے باوجود جب اللہ تعالےٰ سب مسلمانوں کو ابراہیمؑ کی اتباع کا حکم دیتا ہے۔ تو

اس کے معنے

یہ ہیں کہ ان کی جسمانی نسل سے نہیں بلکہ ساری دنیا سے خطاب کرتا ہے۔

اور روحانی لحاظ سے ساری دنیا کو ابراہیمؑ کی نسل میں سے قرار دیتا ہے۔ ورنہ ابراہیمؑ صرف ایک قوم کی طرف آئے تھے۔ اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ساری دنیا کی طرف مبعوث ہوئے تھے۔ بلکہ ایک قوم بھی نہیں صرف ایک قبیلہ تھا۔ جس کی طرف ابراہیمؑ بھیجے گئے تھے۔ بلکہ اگر ہم بائیبل کے بیان کو دیکھیں۔ تو ایک قبیلہ بھی نہیں صرف ایک خاندان تھا۔ جس کی ہدایت کے لئے وہ مبعوث ہوئے۔ پس یہ کہنا کہ وہ شخص جو صرف ایک خاندان کی طرف آیا تھا۔ تم اس کے نقشِ قدم پر چلو بتاتا ہے۔ کہ تم کو اس کا خاندان قرار دیا جاتا ہے۔ اور تم بھی آئندہ ابراہیمی نسل میں سے ہو۔ غرض قرآن کریم نے ہمارے لئے

ہمارے بزرگوں کی روایات

کو زندہ رکھا ہے۔ اگر ہم ان روایات کو یاد رکھیں۔ تو ہمارے اخلاق اور ہماری ہمت اور ہمارے حوصلہ کو بڑھانے میں یہ بات بہت کچھ مدد دے سکتی ہے۔ یہ بات جو میں نے تمہارے سامنے بیان کی ہے۔ یہ علم النفس کے لحاظ سے نہایت ہی اہم ہے۔ اتنی اہم کہ انسان کے اخلاق اور اس کے کردار کو بالکل بدل دیتی ہے۔ میں نے تمہیں یہ نکتہ بتایا ہے۔ کہ عید آتی ہے۔ تو لوگ کہتے ہیں۔ ابراہیمؑ نے بڑی قربانی کی۔ لوگ سمجھتے ہیں۔ اسماعیلؑ نے اپنی جان خداتعالےٰ کے لئے دے دی۔ جس وقت لوگ کہتے ہیں۔ کہ ابراہیمؑ نے بڑی قربانی کی اور

جس وقت لوگ کہتے ہیں

کہ اسماعیلؑ نے بڑی قربانی کی۔ تو دوسرے الفاظ میں وہ یہ کہہ رہے ہوتے ہیں۔ کہ سامی نسل کے ایک انسان ابراہیمؑ نے بڑی قربانی کی۔ یا سامی نسل کے ایک انسان اسماعیلؑ نے بڑی قربانی کی۔ وہ اس سے یہ نتیجہ نکال رہے ہوتے ہیں۔ کہ وہ بھی انسان تھے۔ اور ہم بھی انسان ہیں۔ اگر وہ ایسی قربانی کر سکتے تھے۔ تو ہم کیوں نہیں کر سکتے۔ مگر جو بات میں نے بیان کی ہے۔ اس کے نتیجہ میں جب ایک مسلمان یہ کہتا ہے۔ کہ ابراہیمؑ نے بڑی قربانی کی۔ یا اسماعیلؑ نے بڑی قربانی کی۔ تو وہ یہ نہیں سمجھتا۔ کہ ایک سامی نسل کے انسان ابراہیمؑ نے بڑی قربانی کی۔ یا ایک سامی نسل کے انسان اسماعیلؑ نے بڑی قربانی کی۔ بلکہ وہ سمجھتا ہے۔ کہ میرے دادا ابراہیمؑ نے یہ قربانی کی یا میرے دادا اسماعیلؑ نے یہ قربانی کی۔ اور تم سمجھ سکتے ہو۔ کہ میرے باپ اور دادا کہنے اور سامی نسل کے ایک باپ اور دادا کہنے میں

کتنا عظیم الشان فرق ہے

ایک شخص سمجھتا ہے کہ سامی نسل کا ایک انسان تھا۔ جس نے یہ قربانی کی۔ وہ بھی انسان تھا۔ اور میں بھی انسان ہوں۔ اگر وہ یہ کام کر سکتا ہے۔ تو میں بھی یہ کام کر سکتا ہوں۔ لیکن دوسرا شخص سمجھتا ہے۔ کہ مجھے قرآنی اصطلاحات نے ابراہیمؑ کی اولاد میں سے قرار دیا ہے۔ مجھے قرآنی اصطلاحات نے اسماعیلؑ کی اولاد میں سے قرار دیا ہے۔ پس ابراہیمؑ اور اسماعیلؑ نے جو کچھ کیا۔ سامی نسل کے لئے نہیں کیا۔ بلکہ میرے ایک باپ اور میرے ایک دادا نے یہ کام کیا اور میں بھی اس کا خون اپنے اندر رکھتا ہوں۔ جو شخص

اس نقطۂ نگاہ سے

ابراہیمؑ کی قربانی کو دیکھتا ہے۔ اس کے جذبات بالکل اور ہوتے ہیں۔ لوگ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حالات حدیثوں میں پڑھتے ہیں۔ یہ حدیثیں شیعوں کی بھی ہیں۔ اور سنیوں کی بھی ہیں۔ لیکن جب شیعوں کی حدیثیں پڑھی جائیں۔ تو ان میں یہ لکھا ہوتا ہے۔ کہ ہمارے نانا محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے یوں کہا۔ یا ہمارے دادا علی رضؓ نے یوں کہا۔ اب جس شان کے ساتھ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو نانا اور علی رضؓ کو دادا کہنے والے راوی کا قول نظر آتا ہے۔ اس شان کے ساتھ کسی دوسرے راوی کا قول کہاں نظر آسکتا ہے۔

حقیقت تو یہ ہے کہ یہی

درود میں بھی یہی تعلیم

دی گئی ہے۔ چنانچہ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ میں یہی بتایا گیا ہے۔ کہ ہر مسلمان کو اپنی ذہنیت ایسی بدل لینی چاہیئے۔ کہ وہ اپنے آپ کو محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اولاد میں سے سمجھنے لگے۔ جب ہم دعا کرتے ہیں۔ کہ الٰہی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر اور آپؐ کی آل پر فضل نازل کر تو ظاہر ہے۔ کہ اس جگہ آل سے مراد صرف نسل نہیں ہوتی۔ بلکہ ہر وہ شخص ہوتا ہے۔ جو محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حلقۂ غلامی میں شامل ہوتا ہے۔ آخر انسان کا کوئی فقرہ اس کے عام طریق کار اور معمول سے مختلف نہیں ہو سکتا۔ یا تو ہمیں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی کوئی ایسی دعا نظر آنی چاہیئے۔ جس میں آپؐ نے عام مسلمانوں کو باہر رکھا ہو۔ اور صرف اپنی نسل کو شامل کیا ہو۔ اور یا پھر ہمیں سمجھنا چاہیئے۔ کہ اس جگہ آل سے صرف جسمانی آل مراد نہیں۔ بلکہ روحانی آل مراد ہے۔ جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنے لئے اور اپنے خاندان کے لئے کوئی الگ دعا نہیں کی۔ تو ماننا پڑے گا۔ کہ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ میں سارے مسلمانوں کو شامل کیا گیا ہے۔ اور آل سے صرف جسمانی آل مراد نہیں۔ بلکہ روحانی آل مراد ہے۔ اور روحانی آل جسمانی آل سے کم نہیں ہوتی۔ خود رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے زمانہ میں عملاً اس کا تجربہ ہو چکا ہے۔ جب

صلح حدیبیہ کا موقع

آیا۔ تو عرب لوگوں نے یہ دیکھ کر کہ اگر ہم مسلمانوں کو عمرہ سے روکیں گے۔ تو سارے عرب میں ہماری بدنامی ہوگی۔ اور دوسری طرف اگر ہم نے ان کو اندر آنے دیا۔ تو لوگ یہ سمجھیں گے۔ کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنے زور سے داخل ہوئے ہیں۔ انہوں نے ایک درمیانی طریق نکالا۔ کہ ہم آپس میں صلح کر لیں۔ اور اگلے سال مسلمانوں کو طواف کعبہ کے لئے آنے کی اجازت دیں۔ چنانچہ انہوں نے عرب کا ایک بڑا سردار صلح کے لئے بھجوایا۔ وہ اتنا بڑا سردار تھا۔ کہ سارا عرب اس کی عزت کرتا تھا۔ اور وہ اتنا مخیر تھا۔ کہ مکہ کا کوئی فرد ایسا نہیں تھا۔ جو اس کے احسان کے نیچے نہ ہو۔

مکہ والے جانتے تھے

کہ جب یہ سردار گیا۔ تو مسلمان جو محمد رسول اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ریڑھ کی ہڈی ہیں۔ ان کی آنکھیں اس کے سامنے نیچی ہو جائیں گی۔ چنانچہ وہ آیا اور اس نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے گفتگو شروع کی۔ بات کرتے وقت جیسے گاؤں کے لوگوں اور زمینداروں کی عادت ہوتی ہے۔ کہ وہ دوسرے کی ڈاڑھی کو اپنا ہاتھ لگاتے ہیں۔ اس نے بھی متکبرانہ لہجہ میں کہا۔ کہ جانتے ہو میری کیا حیثیت ہے۔ میں سارے عرب کا سردار ہوں۔ تم

کچھ تو میرا لحاظ کرو

اور دیکھو میں تمہاری ڈاڑھی کو ہاتھ لگاتا ہوں۔ کہ میری عزت کا خیال کرو۔ یہ کہہ کر اس نے اپنا ہاتھ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ڈاڑھی کی طرف بڑھایا۔ اس پر ایک صحابی رضؓ نے زور سے اپنی تلوار کا کندہ اس کے ہاتھ پر مارا اور کہا اپنا ناپاک ہاتھ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مبارک ڈاڑھی کو مت لگاؤ۔ اس نے اوپر کی طرف دیکھا۔ کہ یہ کون شخص ہے اور اسے پہچان کر کہنے لگا۔ کہ تم فلاں ہو۔ کیا تم میں بھی جرأت ہے۔ کہ تم میرے ہاتھ کو اپنی تلوار کے کندہ سے ہٹاؤ۔ کیا تمہیں میرے فلاں فلاں احسانات یاد نہیں رہے۔ چونکہ اس صحابی کا خاندان اس سردار کا ممنونِ احسان تھا۔ اس لئے جب اس نے یہ فقرہ سنا۔ تو پیچھے ہٹ گیا۔ وہ پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے مخاطب ہوا۔ اور اس نے کہا۔ میں بزرگ ہوں۔ بڑی عمر گذار چکا ہوں۔

تم زمانہ کے حالات کو سمجھو

یہ لوگ جن میں سے کوئی کسی جگہ کا آدمی ہے۔ اور کوئی کسی جگہ کا آدمی۔ یہ تمہارے کیا کام آسکتے ہیں۔ آخر اپنے خاندان کے آدمی اور اپنے بھائی ہی کام آیا کرتے ہیں۔ تم ان کے لئے اپنے بھائیوں سے نہ لڑو۔ اور دیکھو میں تمہیں یہ بات کہتا ہوں۔ اور پھر اس نے آپؐ کی ڈاڑھی کو ہاتھ لگانا چاہا۔ اس پر ایک اور شخص آگے بڑھا۔ اور اس نے اپنی تلوار کا کندہ اس کے ہاتھ پر مارا۔ اور کہا اپنے ناپاک ہاتھ پیچھے ہٹا۔ اس نے پھر اوپر کی طرف آنکھ اٹھائی اور پہچان کر کہنے لگا۔ کیا تم میں جرأت ہے۔ کہ میرے ساتھ ایسا سلوک کرو۔ کیا جانتے نہیں کہ میں کون ہوں۔ اور میرے تم پر کتنے احسانات ہیں۔ اس پر وہ بھی شرمندہ ہو کر پیچھے ہٹ گیا۔ غرض وہ بار بار زور دیتا۔ کہ اپنے خاندان کے لوگوں سے نہیں لڑنا چاہیئے۔ ان کے تعلقات دوسروں کے قائم مقام نہیں ہو سکتے۔ یہ لوگ منہ سے تو باتیں کرتے ہیں۔ مگر اتنی محبت نہیں رکھ سکتے۔ جتنی محبت رشتہ دار رکھا کرتے ہیں۔ اس وقت

ایک ایک صحابی کے دل میں

جوش آتا تھا۔ کہ ہم اسے پیچھے ہٹائیں۔ مگر وہ سب کے سب مجبور تھے کیونکہ ان کے دلوں میں یہ احساس تھا۔ کہ اس شخص کے ہم پر احسانات ہیں۔ تب صحابہ رضؓ کہتے ہیں۔ اس وقت ہمارے دل میں

دعا کا جوش

پیدا ہوا۔ اور ہم نے کہا۔ خدا اب کسی ایسے بندے کو آگے لائے۔ جس پر اس کا احسان نہ ہو۔ تب ایک شخص آگے بڑھا۔ اور جب پھر اس نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ڈاڑھی کو ہاتھ لگانے کے لئے اپنا ہاتھ آگے کیا۔ تو اس نے ایک سخت لفظ استعمال کر کے جو میں خطبہ میں دہرا نہیں سکتا۔ مگر بخاری میں موجود ہے۔ زور سے اپنا ہاتھ بڑھایا۔ اور اس کے ہاتھ کو جھٹکا دے کر پیچھے ہٹا دیا۔ اور کہا کہ اپنا ناپاک ہاتھ پیچھے ہٹا۔ اس نے آنکھیں اٹھائیں یہ دیکھنے کے لئے کہ یہ کون شخص ہے۔ اور پھر اس نے اپنی آنکھیں نیچی کر لیں۔ اور کہا۔ کہ میں تجھے کچھ نہیں کہہ سکتا۔ کیونکہ میرا تجھ پر کوئی احسان نہیں۔ یہ شخص ابوبکر رضؓ تھا۔ گویا سارے صحابہ رضؓ میں سے صرف

ایک ابوبکر رضؓ ہی تھے

جن پر اس کا کوئی احسان نہیں تھا۔ انہوں نے جب دیکھا۔ کہ سارے اس کے احسانوں کے نیچے دبے ہوئے ہیں۔ اور اس وجہ سے وہ کچھ کر نہیں سکتے۔ تو انہوں نے سمجھا کہ اب میرا کام ہے۔ کہ میں آگے آؤں۔ تو رشتہ داروں کی محبت اور ان کے فوائد بتلانے کا واقعہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زندگی میں موجود ہے۔ مگر پھر وہی لوگ جن کے متعلق پنجابی محاورہ کے مطابق کہا جاتا تھا۔ کہ یہ ون ون کی لکڑی ہے (مختلف جنگلوں کی لکڑی ہے) انہوں نے اپنے اخلاص اور فدائیت کا وہ نمونہ دکھایا جس کی نظیر دنیا میں اور کہیں نظر نہیں آتی۔ حقیقت یہی ہے۔ کہ وہ "ون ون کی لکڑی" تھی اور "ون ون کی لکڑی" کارآمد نہیں ہوتی۔ اگر تم نے اچھا فرنیچر تیار کرنا ہو۔ اور مختلف قسم کی لکڑیاں تمہارے پاس ہوں۔ کوئی دو سال کی ہو۔ کوئی پانچ سال کی ہو۔ کوئی دس سال کی ہو۔ کوئی سو سال کی ہو۔ اور پھر کوئی شیشم کی ہو۔ کوئی کیکر کی ہو۔ کوئی گیلی ہو اور کوئی سوکھی۔ تو کبھی تم اس سے

اچھا فرنیچر

تیار نہیں کر سکتے۔ اچھے فرنیچر کے لئے ضروری ہوتا ہے۔ کہ ایک جگہ اور ایک عمر اور ایک ہی قسم کی لکڑی ہو۔ اگر مختلف جنگلوں سے مختلف قسم کی لکڑی کاٹ کر لائی جائے۔ تو عمدہ فرنیچر نہیں بن سکتا۔ لیکن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تربیت سے اور آپؐ کی

دعاؤں اور روحانیت کی برکت سے

دی جو مختلف جنگلوں کی کاٹی ہوئی لکڑیاں تھیں۔ ان میں اتنا اتحاد پیدا ہو گیا۔ کہ کوئی رشتہ اپنی محبت کا اُس قسم کا نمونہ نہیں دکھا سکتا۔ جس قسم کا نمونہ اُنہوں نے دکھایا۔

اسلام کی سخت ترین جنگوں میں سے ایک غزوۂ احزاب ہے۔ عام طور پر مسلمان چونکہ تاریخ کا مطالعہ نہیں کرتے۔ اس لئے وہ بدر اور احد کی تفصیلات سے تو واقف ہوتے ہیں۔ لیکن احزاب سے نہیں۔ حالانکہ قرآن کریم نے اس پر خاص طور پر زور دیا ہے۔ کیونکہ احزاب کی جنگ ہی ہے۔ جس میں دشمن نے متحدہ طور پر مسلمانوں کا مقابلہ کیا۔ اور ایسی صورت میں کیا۔ کہ ظاہری حالات کے لحاظ سے مسلمانوں کا اُن کے مقابلہ میں ٹھہرنا بالکل ناممکن نظر آتا تھا۔ مسلمانوں کی تعداد اس جنگ میں صرف بارہ سو تھی۔ جن میں سے پانچ سو مسلمان عورتوں کی حفاظت کے لئے رکھے گئے تھے اور صرف سات سو مسلمان دشمن کے مقابلے میں کھڑے کئے گئے تھے۔ اور دشمن کی کم سے کم تعداد دس ہزار تھی۔ جسے چوبیس ہزار تک بھی بیان کیا جاتا ہے پھر یہ

سارے عرب کا مقابلہ

تھا۔ مکہ کے تمام قبائل اس میں شریک تھے۔ اور یہودی بھی اُن کے ساتھ شامل ہو گئے تھے عرب کے ایک ایک قبیلہ کی تعداد مسلمانوں سے زیادہ تھی۔ اور پھر اُن کے آپس میں خونی رشتے بھی تھے۔ اور وہ سب مل کر اپنی جان دینے کے لئے تیار اور آمادہ تھے۔ اور مسلمانوں کی یہ حالت تھی۔ کہ اُن کے اپنے پہلو میں یہودی لوگ تھے۔ جن سے ان کا معاہدہ تھا مگر یہ بھی خطرہ تھا۔ کہ وہ کسی وقت کوئی شرارت نہ کر دیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ سے مشورہ لینے کے بعد شہر کی اُس جہت میں جو بے حفاظت تھی۔ اور جس طرف سے دشمن کے حملہ کا امکان تھا۔ قریباً ایک میل لمبی خندق کھدوا دی تھی مگر مسلمانوں کے پاس چونکہ سامان کم تھا۔ اور آدمی بھی تھوڑے تھے۔ اس لئے ظاہر ہے کہ وہ زیادہ لمبی۔ زیادہ گہری اور پھر زیادہ چوڑی خندق نہیں کھود سکتے تھے۔ پھر

تاریخ سے پتہ لگتا ہے

کہ وہ خندق جو مسلمانوں نے کھودی۔ اُس پر سے ایک اچھا گھوڑا۔ سوار سمیت کود کر آ سکتا تھا۔ پھر مشکل یہ تھی۔ کہ ایک میل لمبے علاقہ کی حفاظت مسلمانوں کے سپرد تھی اور مسلمانوں کی تعداد صرف سات سو تھی۔ سات سو آدمیوں کا چوبیس گھنٹے متواتر اس کی حفاظت کرنا بڑا مشکل کام تھا۔ چنانچہ ایک دو دن کے بعد کفار نے فیصلہ کیا کہ

بہترین طریق مقابلہ

کا یہ ہے۔ کہ مسلمانوں کو تھکا دیا جائے۔ انہوں نے اپنی فوج کو چار ٹکڑوں میں تقسیم کر دیا ایک چوتھا حصہ حملہ کرتا تھا۔ اور باقی لوگ آرام کرتے تھے۔ اور جب وہ لوگ تھک جاتے تو دوسری تازہ دم فوج اُن کی جگہ آ جاتی۔ فرض کرو۔ کہ وہ دس ہزار تھے۔ تو صرف اڑھائی ہزار مقابلہ کرتے۔ اور ساڑھے سات ہزار آرام کرتے۔ جب اڑھائی ہزار مقابلہ کر کے تھک جاتے۔ تو واپس چلے جاتے اور دوسرے اڑھائی ہزار اُن کی جگہ آ جاتے۔ لیکن مسلمانوں کے لئے ایک منٹ بھی آرام کرنا ناممکن تھا۔ کیونکہ اُن کی تعداد تھوڑی تھی۔ اور انہوں نے اپنا سات سو آدمی تمام خندق پر پھیلا رکھا تھا۔ چنانچہ بیسیوں دفعات ایسے ہوئے کہ دشمن کے آدمی گھوڑوں پر سوار ہو کر خندق پر سے کود گئے۔ اور مسلمانوں کے علاقہ میں آ گئے۔ مگر باوجود اس کے وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک نہیں پہنچ سکے۔ سر ولیم میور اسلام کے شدید ترین دشمنوں میں سے ہے۔ مگر باوجود شدید دشمن ہونے کے وہ بڑا ذہین انسان ہے۔ اور جہاں کوئی بات اسے

مسلمانوں کی تائید

میں نظر آتی ہے۔ اُسے بھی وہ بیان کرنے میں ہچکچاتا نہیں۔ وہ اپنی کتاب میں جنگ احزاب کے واقعات پر تفصیل سے بحث کرتا ہے۔ اور پھر کہتا ہے۔ کہ اتنے دنوں تک مسلمانوں پر حملہ کیا گیا۔ اور متواتر اور بڑی شدت کے ساتھ کیا گیا۔ یہ حملہ چوبیس چوبیس گھنٹے مسلسل کیا گیا۔ اور مسلمانوں کو آرام کرنے کا کوئی موقع نہیں ملا۔ پھر اگر خندق زیادہ چوڑی ہوتی۔ تب بھی ہم سمجھ سکتے تھے۔ کہ مسلمان مطمئن تھے۔ کہ دشمن ہم تک نہیں پہنچ سکتا مگر

واقعات بتلاتے ہیں

کہ متعدد بار دشمن کے آدمی مسلمانوں کے علاقہ میں آئے۔ اور پھر واپس بھاگنے پر مجبور ہو گئے وہ سوال اُٹھاتا ہے۔ کہ ایسا کیوں ہوا۔ اتنی تھوڑی تعداد کے باوجود۔ اور دشمن کے اتنے متفقہ حملے کے باوجود جبکہ مسلمانوں کو آرام کرنے کا بھی کوئی موقع نہیں ملتا تھا۔ ایسا کیوں ہوا کہ دشمن جب بھی خندق پار کر کے آتا۔ وہ واپس بھاگنے پر مجبور ہو جاتا۔ وہ اس پر بحث کرتے ہوئے لکھتا ہے۔ کہ اس کی صرف ایک ہی وجہ نظر آتی ہے۔ اور وہ یہ کہ

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود

اُن کی نگاہوں میں اتنا عزیز تھا۔ اور اتنا قیمتی اور مقدس تھا۔ کہ جب دشمن قریب پہنچتا۔ تو مسلمان انسان نہیں رہتے تھے بلکہ وہ کچھ اور ہی چیز بن جاتے تھے۔ وہ پہاڑوں کو دھکیل کر پرے پھینک دینے پر تیار ہو جاتے تھے۔ وہ سمندروں کو چیر کر گزر جانے پر آمادہ ہو جاتے تھے۔ وہ اس وقت آپ کی محبت میں اپنے وجود کو بھول جاتے تھے۔ اپنی انسانی کمزوریوں کو بھول جاتے تھے۔ اور مجنونوں کی طرح آگے بڑھ کر ہر سامنے کی چیز کو خس و خاشاک کی طرح اُڑا کر پھینک دیتے تھے۔ چنانچہ جب کبھی دشمن کا لشکر کود کر آگے آیا اور اس نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بڑھنا چاہا۔ تو وہ دیوانہ وار اُس کے مقابلہ کے لئے نکل کھڑے ہوتے اور اُنہوں نے کم سامان اور کم تعداد کے باوجود زیادہ ساز و سامان اور زیادہ تعداد رکھنے والوں کو ایسا مارا کہ اُن کے لئے سوائے بھاگنے کے اور کوئی چارہ نہ رہا۔ غرض فتح جنگ آئی مگر کئی ہفتوں کے بعد۔ درمیانی عرصہ جو ایک نہایت ہی کٹھن زمانہ تھا۔ اُس

غیر معمولی ایثار اور قربانی

اور بے مثال اخلاص اور فدائیت کی وجہ سے گزرا۔ جس کا مظاہرہ عرب کے مختلف حصوں کے مسلمانوں نے کیا۔ جن کی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی رشتہ داریاں نہیں تھیں مگر دینی لحاظ سے اُن کا آپ کے ساتھ ایسا تعلق تھا کہ انہوں نے آپ کے لئے اتنی بڑی قربانیاں کیں۔ کہ قریبی رشتہ داروں میں سے کوئی باپ اپنے بیٹے کے لئے یا کوئی بیٹا بھی اپنے باپ کے لئے ایسی قربانی نہیں کر سکتا۔ تو دینی رشتہ دنیوی رشتوں سے بہت زیادہ اہم ہوتا ہے۔ یہی وہ رشتہ ہے۔ جو اپنی شدت کے لحاظ سے اور اپنی اہمیت اور تقدیس کی وجہ سے چھوٹی قوموں کو آگے بڑھاتا اور اُنہیں دنیا پر غالب کر دیتا ہے۔ اُن کے اندر اس تعلق کی وجہ سے قربانی اور ایثار کا ایسا مادہ پیدا ہو جاتا ہے۔ کہ دنیا کی کوئی چیز اُسے دبا نہیں سکتی۔

بدر کی جنگ میں

تھوڑے سے مسلمان تھے۔ اور پھر انہیں لڑائی کا کسی قسم کا تجربہ حاصل نہیں تھا۔ جب کفار کا لشکر مسلمانوں کے قریب پہنچ گیا تو کفار نے یہ جائزہ لینے کے لئے کہ مسلمانوں کی کتنی تعداد ہے۔ اپنے ایک آدمی کو تحقیقات کے لئے بھجوایا۔ اُس نے اُن اونٹوں سے جو ذبح کئے جا رہے تھے مسلمانوں کی تعداد کا اندازہ لگا لیا۔ اور انہیں جا کر کہا۔ کہ میرے نزدیک مسلمانوں کی تعداد تین سو ساڑھے تین سو کے درمیان ہے۔ اس پر انہوں نے سمجھا کہ اتنی تھوڑی تعداد کا تو ہم بڑی آسانی کے ساتھ مقابلہ کر سکیں گے۔ مگر جو شخص تحقیقات کے لئے گیا تھا۔ اُس نے کہا۔ کہ واقعہ تو یہی ہے جو میں نے تمہیں بتایا ہے۔ کہ اُن کی تعداد زیادہ نہیں بس تین سو اور ساڑھے تین سو کے درمیان ہے۔ لیکن

میری نصیحت یہی ہے

کہ آپ لوگ اُن سے لڑنے کا ارادہ نہ کریں کیونکہ وہ ہیں تو تھوڑے لیکن سچی بات یہ ہے۔ کہ میں جب اُن کو دیکھنے کے لئے گیا۔ تو میں نے اونٹوں اور گھوڑوں پر آدمی سوار نہیں دیکھے۔ بلکہ موتیں سوار دیکھی ہیں۔ یعنی اُن میں سے ہر شخص اس نیت اور ارادہ سے اپنے گھر سے نکلا ہے۔ کہ وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین اور راہ میں مر جائے گا۔ مگر واپس نہیں جائے گا۔ ایسے لوگوں کا مقابلہ کرنا کوئی آسان بات نہیں۔ یہ اخلاص اور فدائیت کی روح اُن میں کس طرح پیدا ہوئی۔ اسی دینی تعلق کی وجہ سے جو اُن کا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا۔ پھر یہ تو

دور کی بات ہے

تیرہ سو سال گزر گئے اور مسلمان نسلاً بعد نسلٍ کمزور ہوتے چلے گئے۔ دین کی محبت اُن کے دلوں سے کم ہو گئی۔ اسلامی احکام پر عمل جاتا رہا۔ غفلت اور سستی اُن پر چھا گئی مگر اس گئے گزرے زمانہ میں بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اُن کے دلوں میں ایسی مرکوز نظر آتی ہے۔ کہ اُسے دیکھ کر مردہ ایمان بھی زندہ ہو جاتا ہے۔

میں چھوٹا تھا

کہ قادیان میں ایک عورت آئی۔ وہ میراثی خاندان سے تھی۔ وہ اپنے ساتھ اپنے لڑکے کو بھی لائی۔ اُسے سل کا مرض تھا۔ اُس نے حضرت مولوی صاحب خلیفہ اولؓ کی تعریف سنی۔ تو وہ آپ کے پاس اپنے لڑکے کو علاج کے لئے لے آئی۔ مگر جب وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ملی۔ تو اس نے کہا۔ کہ اصل میں میں اس لئے نہیں آئی کہ اپنے بیٹے کا علاج کرواؤں۔ بلکہ دراصل میں اس لئے آئی ہوں۔ کہ میرا بیٹا عیسائی ہو گیا ہے۔ میں نے سنا تھا۔ کہ آپ نے عیسائیوں کا توڑ کیا ہے۔ میں چاہتی ہوں کہ آپ اس لڑکے کو سمجھائیں۔ تاکہ یہ کسی طرح مسلمان ہو جائے۔ اُس نے بتایا۔ کہ ہمارا قبیلہ

اخلاق کے لحاظ سے

بہت گھٹیا قسم کا ہے۔ ہمارا پیشہ گانا بجانا ہے میں خود بھی شادیوں پر گاتی بجاتی ہوں۔ لیکن میں اس امر کو برداشت نہیں کر سکتی کہ میرا بیٹا عیسائی ہو کر مرے۔ میں آپ کے پاس اُسے اس لئے لائی ہوں۔ کہ وہ کسی طرح مسلمان ہو جائے۔ میں اُس وقت چھوٹا بچہ تھا۔ مگر وہ نظارہ ایسا تھا جسے میں کبھی بھول نہیں سکتا۔ میں نے کئی دفعہ دیکھا۔ کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سامنے بیٹھی ہے۔ اُس نے ہاتھ جوڑے ہوئے ہیں۔ اور زار و قطار رو رہی ہے اور کہہ رہی ہے۔ کہ حضور میرا ایک ہی بیٹا ہے۔ میں نہیں چاہتی کہ یہ اچھا ہو جائے۔ میں صرف اتنا چاہتی ہوں کہ یہ

ایک دفعہ کلمہ پڑھ لے

اور پھر خواہ اسی وقت مر جائے۔

غرض رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت تیرہ سو سال گذرنے کے بعد بھی۔ مسلمانوں کے دلوں میں اتنی پائی جاتی ہے۔ کہ ایک ایسی عورت جو نہایت ادنیٰ اور ذلیل خاندان میں سے تھی۔ وہ بھی یہ برداشت نہیں کر سکتی تھی۔ کہ اس کا لڑکا کلمہ پڑھے بغیر اس دنیا سے گذر جائے مگر وہ لڑکا بھی بڑا پکا عیسائی تھا۔ اسے تبلیغ شروع ہوئی تو اس نے ارادہ کیا۔ کہ قادیان سے بھاگ جائے۔ چنانچہ ایک رات کو وہ اٹھا اور

بیماری کی حالت

میں بٹالہ کی طرف بھاگ پڑا۔ کچھ دیر کے بعد اس کی ماں کی آنکھ کھلی۔ تو اس نے دیکھا کہ چارپائی خالی پڑی ہے۔ وہ سمجھ گئی کہ میرا لڑکا بھاگ گیا ہے۔ چنانچہ وہ بھی اس کے پیچھے بھاگی۔ اور پانچ سات میل پر جا کر اس نے اپنے بیٹے کو پکڑا اور پھر اسے قادیان واپس لائی۔ اور اس طرح گڑگڑا گڑگڑا کر وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے کہنے لگی۔ کہ حضور دعا کریں۔ یہ ایک دفعہ کلمہ پڑھ لے پھر بیشک مر جائے مجھے اس کی پرواہ نہیں۔ آخر خدا نے اس کی دعا سن لی اور وہ

لڑکا مسلمان ہوگیا

اور پھر چند دنوں کے بعد مر گیا۔ اس کی ماں نے اس صدمہ کو بڑے صبر سے برداشت کیا۔ اور وہ خوش تھی کہ میرا لڑکا عیسائی ہوکر نہیں مرا بلکہ کلمہ پڑھ کر مرا ہے۔ تو رشتوں کی محبت بیشک جاہل لوگوں اور نادان لوگوں میں زیادہ ہوتی ہے۔ لیکن

انسانیت کا مقام

اس محبت سے انسان کو اونچا لے جاتا ہے جتنا نیچے چلے جاؤ۔ محبت کا ذریعہ مادیت ہوتی ہے۔ لیکن جتنا اوپر چلے جاؤ محبت کا ذریعہ روحانیت ہوتی ہے۔ جتنا جتنا انسان جانوروں میں شامل ہوگا۔ اتنی ہی اس میں مادیت والی محبت اور بھائیوں اور رشتہ داروں کی محبت زیادہ ہوگی اور جتنا جتنا وہ اونچا ہوگا۔ اتنی ہی اس کی محبت بھی بلند سے بلند تر ہوتی چلی جائے گی۔ پہلے وہ اپنی اولاد سے زیادہ محبت رکھے گا۔ پھر اور اونچا ہوگا تو اپنے خاندان سے محبت رکھے گا ....

.... اور اونچا ہوگا تو اپنے وطن سے محبت کرنے لگ جائے گا۔ اور اونچا ہوگا تو اپنی قوم سے محبت کرنے لگ جائے گا۔ اور اونچا ہوگا تو انسانیت سے محبت کرنے لگ جائے گا۔ اور اونچا ہوگا تو دین الٰہی سے محبت کرنے لگ جائے گا۔ اور اونچا ہوگا۔ تو فرشتوں سے تعلق رکھنے لگ جائے گا۔ اور اونچا ہوگا تو اس کا خدا سے تعلق ہو جائے گا۔ مگر

خدائی تعلق کا پہلا زینہ

خدا تعالیٰ کے نبیوں سے تعلق پیدا کرنا ہے جس طرح تمہارے لئے یہ ناممکن ہے۔ کہ تم پھلانگ لگا کر چھت پر چڑھ سکو اسی طرح تمہارے لئے یہ ناممکن ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کی طرف راہنمائی کرنے والے وجودوں کو چھوڑ کر تم خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا کر سکو۔ مگر جس طرح کبھی کبھار ایسا بھی ہوتا ہے۔ کہ چھت پر بیٹھا ہوا انسان جب دیکھتا ہے کہ کسی پر شیر یا ڈاکو نے حملہ کر دیا ہے تو وہ رسی گرا کر اسے اوپر کھینچ لیتا ہے۔ اسی طرح کبھی کبھار ایسا بھی ہوتا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ جب دیکھتا ہے۔ کہ کوئی شخص اس سے ملنے کی سچی تڑپ رکھتا ہے۔ لیکن وہ ایسے ماحول میں ہے۔ کہ اسے

انبیاء کی رہنمائی

میسر نہیں آسکتی۔ تو وہ خود اس کو اپنی طرف کھینچ لیتا ہے۔ مگر ایسا بہت شاذ ہوتا ہے۔ اور شاذ پر کسی قانون کی بنیاد نہیں رکھی جا سکتی۔ عام قانون یہی ہے۔ کہ جو لوگ خدا نما وجود ہوتے ہیں۔ انہی کے ذریعہ انسان کو روحانی ترقی ملتی ہے۔ اور اس ترقی کے حصول کا ایک ہی ذریعہ ہے کہ انسان دنیوی محبتوں کو سرد کر کے۔ ان کی محبت کو اپنے اوپر غالب کرے۔ جب وہ ان کی محبت کو غالب کر لیتا ہے۔ تو ان کا نمونہ اختیار کرنا اس کے لئے آسان ہو جاتا ہے۔ اس وقت وہ یہ نہیں سمجھتا۔ کہ یہ کوئی غیر ہے۔ جسکی میں اقتداء کر رہا ہوں۔ بلکہ وہ سمجھتا ہے کہ یہ میرا باپ ہے۔ اور اس کا خون میری رگوں میں دوڑ رہا ہے

یہی سبق

اللّٰھم صلّ علیٰ محمد وعلیٰ آل محمد

میں سکھایا گیا ہے۔ اور پھر آگے ابراہیمؑ اور آلِ ابراہیمؑ کا ذکر کر کے بتایا گیا ہے کہ جو شخص محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد میں شامل ہو جاتا ہے وہ ابراہیمؑ کی اولاد میں بھی شامل ہو جاتا ہے پھر جو کام اسمٰعیلؑ نے کیا وہی کام وہ خود بھی کرنے لگ جاتا ہے اس لئے نہیں کہ اگر اسمٰعیلؑ نے یہ قربانی پیش کر دی تھی۔ تو میں کیوں نہیں کر سکتا۔ بلکہ اس لئے کہ وہی خون۔ جو اسمٰعیلؑ کی رگوں میں دوڑ رہا تھا

میری رگوں میں بھی

دوڑ رہا ہے۔ اور میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بیٹا ہو کر۔ ابراہیمؑ کا بھی بیٹا ہوں۔ اور ابراہیمؑ کا بیٹا ہو کر اسمٰعیلؑ کے کاموں میں اس کا شریک ہوں۔ بس جو کام اس نے کیا وہ میں بھی کروں گا۔ جو شخص

اس نقطۂ نگاہ سے

اسلام کو دیکھتا ہے اس کے لئے عید الاضحیہ بالکل اور چیز ہو جاتی ہے۔ کسی نے کہا ہے کہ دوسروں کی باتیں سن کر نصیحت حاصل کرنا۔ عقلمند انسان کا کام ہے۔ یہ بھی درست ہے مگر اپنے ہی خاندان کے افراد کی قربانی اور ان کا نمونہ جو تغیر انسان کے اندر پیدا کر سکتا ہے۔ وہ کسی دوسرے کی قربانی اور اس کا نمونہ تغیر پیدا نہیں کر سکتا۔ پس

عید الاضحیہ کے آنے پر

ہر مسلمان یہ سبق تازہ کرتا ہے۔ کہ اس میں کسی غیر کا ذکر نہیں۔ بلکہ میرے بھائی اسمٰعیلؑ کی قربانی کا ذکر ہے اگر اس نے ایسا نمونہ دکھایا تھا۔ تو میں کیوں نہیں دکھا سکتا۔ اگر ابراہیمؑ کا ایک بیٹا ایسی قربانی کر سکتا ہے۔ تو اس کا دوسرا بیٹا ایسی قربانی کیوں نہیں کر سکتا۔ بلکہ

حقیقت تو یہ ہے

کہ چونکہ ہم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آل میں سے ہیں۔ جو ساری دنیا کی طرف مبعوث کئے گئے تھے۔ اس لئے ایک سچا مسلمان تو اس موقعہ پر یہ کہے گا۔ کہ اگر حضرت ابراہیمؑ نے خدا کی راہ میں اپنا ایک بیٹا قربان کیا تھا۔ تو میں دین کی راہ میں اپنے دو بیٹے پیش کروں گا۔ کیونکہ میں ابراہیم ہی کی نہیں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی آل ہوں۔

غرض ہر مسلمان اگر

حقیقی معیار روحانیت

کو حاصل کرنا چاہے۔ تو اس کا فرض ہے کہ وہ اپنے آپ کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد میں سے سمجھنے کی عادت ڈالے پھر آدم تک جو سلسلۂ انبیاء جاری رہا اس کا اپنے آپ کو جزو سمجھے۔ جب وہ اس بات کو سمجھ لے گا۔ تو اس کا اخلاص بالکل اور رنگ اختیار کرے گا۔ اس کی روحانیت ترقی کر جائے گی۔ اس کی قربانی بڑھ جائے گی اور اس کی روح ایک نیا جامہ پہن لے گی۔ اور جو چیز اسے پہلے دوسروں کے باپ میں نظر آتی تھی۔ وہ اسے اپنے خاندان میں نظر آنے لگے گی۔ تب وہ خطرناک وادیاں جن میں سے گذرتے بلکہ داخل ہوتے بھی لوگ ڈرتے اور گھبراتے ہیں۔ ان میں سے گذرنا اس کے لئے آسان ہو جائے گا۔ اور وہ خدا تعالیٰ کے قرب میں تیزی سے ترقی کرنے لگے گا۔ پس اس عید سے فائدہ اٹھاتے ہوئے

یہ روح اپنے اندر پیدا کرو

کہ یہ دوسروں کے باپ کے قصے نہیں بلکہ تمہارے اپنے باپوں اور اپنے خاندان کے واقعات ہیں۔ جو تمہارے لئے ایک مشعلِ راہ کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اور جن کو عید الاضحیہ کے ذریعہ تمہارے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔

سالانہ اجتماع ــــــ شوریٰ

سالانہ اجتماع (۲۳ - ۲۴ - ۲۵ اکتوبر ۱۹۵۳ء) کے موقعہ پر منعقد ہونے والی شوریٰ کا ایجنڈا جملہ مجالس کو بھجوایا جا چکا ہے۔ مجالس ان امور پر غور کر کے اپنی رائے اپنے نمائندگان کو مطلع کریں۔ تا وہ مرکز میں ان کی نمائندگی کر سکیں۔

اس وقت تک بہت کم مجالس کی طرف سے شوریٰ کے نمائندگان کے ناموں سے اطلاع ملی ہے۔ بقیہ مجالس بھی بہت جلد اپنے نمائندگان کا انتخاب کر کے اطلاع دیں۔

تربیتی کلاس نمبر ۵

سالانہ اجتماع کے معاً بعد تربیتی کلاس شروع ہوگی۔ ابھی تک بہت کم مجالس کی طرف سے نمائندگان کی شمولیت کی اطلاع ملی ہے۔ مجالس کو اس بارہ میں جلد اطلاع دینی چاہیئے۔ تا انتظامات اس کے مطابق کئے جا سکیں۔

(نائب معتمد خدام الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ)

رسالہ خالد

سالانہ اجتماع پر رسالہ کا چندہ ادا کریں

ان مجالس خدام الاحمدیہ اور دیگر خریداران رسالہ خالد کی خدمت میں۔ جنہوں نے ابھی تک خالد کا گذشتہ سال کا چندہ ادا نہیں کیا۔ گذارش ہے کہ براہ کرم سالانہ اجتماع پر آنے والے نمائندگان کے ذریعہ۔ خالد کا گذشتہ سال کا چندہ مبلغ ساڑھے چار روپے بھجوا کر ممنون فرمائیں

اسی طرح ان مجالس اور خریداران سے بھی گذارش ہے۔ جنہوں نے سالِ گذشتہ کا چندہ ادا کر دیا ہے۔ کہ خالد کی نئی جلد کا آغاز ہو چکا ہے۔ رسالہ کا چندہ پیشگی آنا ضروری ہے۔ لہذا سالِ رواں کا چندہ مبلغ ساڑھے چار روپے سالانہ اجتماع کے موقعہ پر بھجوا کر ممنون فرمائیں۔

(مینیجر رسالہ خالد ربوہ)

امتحان کتاب فتح اسلام

زیر انتظام لجنہ اماء اللہ مرکزیہ ربوہ

شعبہ تعلیم لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کے انتظام کے ماتحت۔ کتاب "فتح اسلام" مصنفہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا امتحان ۲۸ نومبر ۱۹۵۳ء بروز اتوار منعقد ہوگا۔ براہ مہربانی اپنی اپنی لجنہ میں اس کی تحریک کر کے

پاکستان کے آئین میں کشمیر کو نمائندگی دی جائے سردار ابراہیم کا مطالبہ

لاہور ۱۴ اکتوبر۔ کشمیر کے محاذ آزادی کے چیئرمین سردار محمد ابراہیم خاں نے مطالبہ کیا ہے۔ کہ پاکستان کے مجوزہ آئین میں کشمیر کو قطعی اور حقیقی نمائندگی دینے کا اعلان کیا جائے۔ انہوں نے کہا۔ کہ آئینی تجاویز میں کشمیر کو شامل نہ کرنا ایک حوصلہ شکن بات ہے۔ کیونکہ اس سے مقبوضہ کشمیر کے ان لوگوں کے دل ٹوٹ جائیں گے۔ جو بھارتی فوج کے ظلم و جبر کی وجہ سے دم توڑ رہے ہیں۔ یہاں ایک پریس کانفرنس کو مخاطب کرتے ہوئے سردار محمد ابراہیم خاں نے کہا۔ کہ وہ عنقریب لاہور میں کشمیر کے محاذ آزادی کے قیام کو قطعی شکل دینے کے لئے کشمیر اور پاکستان کے سیاسی کارکنوں کا ایک کنونشن طلب کریں گے۔ انہوں نے کہا کہ اس محاذ کو کشمیر اور پاکستان میں زبردست کامیابی حاصل ہوئی ہے۔ اور عنقریب اس کی شاخیں سارے ملک میں کھول دی جائیں گی۔ انہوں نے پاکستان کے آئین سازوں سے اپیل کی۔ کہ وہ مجوزہ آئین میں کشمیر کو قطعی نمائندگی دیں۔

بھارت کے سکھوں کو ہندو ہونے کا مشورہ

سہارن پور ۱۴ اکتوبر۔ ہندو مہا سبھا کے صدر این۔ سی۔ چیٹرجی نے اعلان کیا ہے۔ کہ بھارت کے سکھ اگر غیر مشروط طور پر یہ اعلان کر دیں۔ کہ وہ بھی ہندو ہیں۔ تو انہیں بھارت میں وہی حقوق مل سکتے ہیں۔ جو تمام ہندوؤں کو حاصل ہیں۔ چیٹرجی نے کہا ہے۔ کہ اگر سکھوں نے اپنے مطالبات تسلیم کرنے کے لئے ڈائرکٹ ایکشن شروع کر دیا۔ تو اس سے ملک میں خطرناک حالات پیدا ہو جائیں گے۔ اور اس طرح خود سکھوں کے مفادات کو نقصان پہنچے گا۔ چیٹرجی نے کہا۔ کہ جہاں تک سرکاری ملازمتوں کا تعلق ہے۔ ہمارے سامنے سکھوں کے ساتھ بے انصافی ہونے کی کوئی واضح مثال پیش نہیں کی گئی۔

پارلیمنٹ کا اجلاس سوا گھنٹے ملتوی کر دیا گیا

کراچی ۱۴ اکتوبر۔ پاکستان پارلیمنٹ کا اجلاس آج شام سوا گھنٹے قبل ملتوی ہو گیا۔ مسٹر ایم۔ ایچ گذدر اجلاس کی صدارت کر رہے تھے۔ صدارت کے پینل کے باقی ممبر غیر حاضر تھے۔ صرف مسٹر عبداللہ المحمود موجود تھے۔ ان کو مسٹر گذدر نے اپنے پاس بلا کر بتایا۔ کہ وہ کہیں جانا چاہتے ہیں۔ اس لئے مسٹر محمود صدارت سنبھال لیں۔ مسٹر محمود نے بتایا۔ کہ وہ بھی کہیں جانا چاہتے ہیں۔ مسٹر گذدر تذبذب میں پڑے رہے۔ اور آخر ضوابط دیکھنے کے بعد پونے سات بجے اچانک اجلاس ملتوی کر دیا۔ مسلم لیگ پارٹی کے چیف وہپ مسٹر غیاث الدین پٹھان سے اس اچانک التواء کی وجہ دریافت ...

ترکی سپہ سالار کا دورۂ امریکہ!

واشنگٹن ۱۴ اکتوبر۔ ترکی فوج کے چیف آف اسٹاف بریگیڈیئر جنرل سلیم سنیجر کو ہوائی جہاز کے ذریعہ نیویارک پہنچ رہے ہیں۔ وہ تین ہفتہ تک امریکہ کے فوجی مراکز کا دورہ کریں گے۔ ترکی کی بری فوج کے افسر مدارس میجر کمال کوچ ان کے ہمراہ ہوں گے۔ جنرل سلیم امریکی فوج کی دعوت پر آ رہے ہیں۔ ان کو امریکی فوج کی ترتیب و تنظیم کے کاموں کی تربیت دی جائے گی۔ پروگرام کے مطابق وہ ۵ نومبر ترکی واپس ہو جائیں گے۔

تین اور مصریوں کو پھانسی کی سزا دے دی گئی

قاہرہ ۱۴ اکتوبر۔ مصر کی فوجی انقلابی عدالت نے آج تین اور مصریوں کو جن میں دو سرکاری ملازم ہیں۔ ایک غیر ملکی طاقت کا جاسوس ہونے کے الزام میں پھانسی کی سزا کا حکم سنایا ہے۔ دونوں سرکاری ملازم مصر کی وزارت جنگ میں تھے۔ تیسرا ملزم نیا مصر برطانوی فوج کا ملازم تھا۔

گورنر جنرل اگلے ہفتے مشرق وسطیٰ یورپ اور امریکہ کے دورہ پر روانہ ہونگے

کراچی ۱۴ اکتوبر۔ ہز ایکسی لنسی مسٹر غلام محمد گورنر جنرل پاکستان ۱۹ اکتوبر ۱۹۵۳ء کو رخصت پر جا رہے ہیں۔ جو ۶ ہفتہ سے زائد نہ ہوگی۔ وہ بغداد شریف۔ کربلائے معلّٰی اور نجف اشرف جائیں گے اور یورپ اور ریاست ہائے متحدہ امریکہ کے بعض حصوں کا دورہ کریں گے۔ ریاست ہائے متحدہ امریکہ سے واپسی پر وہ جن ممالک کا دورہ کریں گے۔ ان میں ترکی بھی شامل ہے۔ وہاں وہ اس وجہ سے جائیں گے کہ جمہوریہ ترکی کے صدر نے انہیں ترکی آنے کی دعوت دی تھی۔ وہ کراچی واپس آنے سے پہلے مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کی زیارت کرنے کا ارادہ بھی رکھتے ہیں۔ توقع ہے۔ کہ اس غیر رسمی دورے میں وہ دوسرے اشخاص کے علاوہ ہز میجسٹی شاہ عراق۔ صدر آئزن ہاور۔ صدر جمہوریہ ترکی اور جلالۃ الملک سلطان ابن سعود سے بھی ملاقات کریں گے۔ ان کی غیر موجودگی میں کون قائم مقام گورنر جنرل کی حیثیت سے فرائض انجام دے۔ یہ مسئلہ اس وقت پاک کابینہ کے سامنے زیر غور ہے۔ اور ایک دو روز میں قطعی فیصلہ کر دیا جائیگا۔

حکومت پاکستان سے پنڈت نہرو کا احتجاج

کراچی ۱۴ اکتوبر معلوم ہوا ہے۔ کہ بھارت کے وزیر اعظم پنڈت جواہر لال نہرو نے وزیر اعظم محمد علی کو حال ہی میں جو دو خطوط بھیجے ہیں۔ ان میں انہوں نے اس پر "احتجاج" کیا ہے۔ کہ پاکستان نے ابھی تک متروکہ جائیدادوں کے متعلق "جعفر کھنہ معاہدہ" کی توثیق نہیں کی۔ واضح رہے۔ کہ اس سے پہلے بھارت کی وزارت بحالیات بھی حکومت پاکستان سے اسی قسم کی شکایت کر چکی ہے۔ خیال کیا جاتا ہے۔ کہ حکومت پاکستان ان دنوں "جعفر کھنہ معاہدہ" پر غور کر رہی ہے۔ اور اس کے متعلق جلد ہی کسی فیصلہ کا اعلان کر دیا جائیگا۔ پنڈت نہرو نے اپنے دوسرے خط میں کلکتہ کی بین الملکتی کانفرنس کی ناکامی کی تمام تر ذمہ داری پاکستانی وفد پر عائد کی ہے۔ اور کہا ہے کہ حکومت پاکستان نے اپنے وفد کو پورے اختیارات دے کر نہیں بھیجا تھا۔ واضح رہے۔ کہ پاکستانی وفد نے کلکتہ کانفرنس کے اختتام پر الزام لگایا تھا۔ کہ بھارتی وفد نے کانفرنس کے فیصلوں اور مذاکرات کے متعلق اخبارات میں ایسی خبریں شائع کرائیں۔ جس سے گفت و شنید کے دوستانہ ماحول پر برا اثر پڑا۔ اور بھارتی اخبارات میں شائع ہونے والی ان غیر ذمہ دارانہ خبروں کی وجہ سے پاکستانی وفد کو اپنا رویہ بدلنا پڑا۔

لوہے کے ذخائر کا پتہ لگانے کیلئے جرمن ماہرین کی روانگی

کراچی ۱۴ اکتوبر۔ چھ جرمن ماہرین کی ایک جماعت گزشتہ رات کراچی سے کالا باغ روانہ ہوگئی۔ یہ جرمن ماہرین پنجاب کے ضلع میانوالی میں خام لوہے کے ذخائر کا پتہ لگائیں گے۔ اس علاقے میں خام لوہے کے بڑے بڑے ذخائر ملے ہیں۔ جرمن ماہرین یہاں سروے کا کام کریں گے۔

پاکستان اور بھارت کے وزیر اعظم کی ایک اور ملاقات اپریل ۱۹۵۴ء سے قبل ہوگی

راولپنڈی ۱۴ اکتوبر۔ پاکستان کے وزیر امور کشمیر مسٹر شعیب قریشی نے آج یہاں انکشاف کیا۔ کہ کشمیر کے سوال پر پاکستان اور بھارت کے وزرائے اعظم کی ایک اور ملاقات اپریل ۱۹۵۴ء سے قبل ہوگی۔ انہوں نے بتایا۔ کہ اپریل ۱۹۵۴ء میں ناظم استصواب رائے کو اپنا عہدہ سنبھالنا ہے۔ اور یہ ملاقات اس سے قبل ہوگی۔ مسٹر شعیب قریشی آج صبح کراچی سے بذریعہ طیارہ راولپنڈی پہنچے۔ چک لالہ کے ہوائی اڈے پر اخباری نمائندوں کے سوالات کا جواب دیتے ہوئے وزیر امور کشمیر نے کہا۔ کہ وزیر اعظم محمد علی ان دنوں کراچی میں آئین سازی کے کام کے سلسلے میں بہت مصروف ہیں۔ لیکن ایسی کوئی وجہ نہیں کہ اپریل ۱۹۵۴ء میں ناظم استصواب رائے کے عہدہ سنبھالنے سے قبل پاکستان اور بھارت کے وزیر اعظم سے ملاقات نہ ہو سکے۔

واشنگٹن ۱۴ اکتوبر۔ اقوام متحدہ میں بھارتی مندوب کرشنا مینن نے کل یہاں ڈیڑھ گھنٹہ تک وزارت خارجہ کے حکام اعلیٰ سے بات چیت کی یہاں سے فارغ ہونے کے بعد آپ نے نصف گھنٹہ تک وزیر خارجہ مسٹر جان فوسٹر ڈلس سے ملاقات کی۔ اس ملاقات میں کوریا کی صورت حال کے بارے میں بھی تبادلہ افکار کیا گیا کہا جاتا ہے کہا جاتا ہے کہ مسٹر مینن نے شمال مشرقی ایشیائی معاملات کے ڈائرکٹر مسٹر کنتھ ینگ سے بھی ملاقات کی۔

گی آنا میں برطانوی گورنر سے بغاوت فوجی اجتماع اور گولہ باری کی مشق

حالات خطرناک رخ اختیار کر رہے ہیں۔ برطانوی وزیر کی دوڑ دھوپ

جارج ٹاؤن ۱۴ اکتوبر۔ پیپلز پروگریسو پارٹی کے صدر مسٹر ایل ایف ایس برنہام نے جارج ٹاؤن کونسل میں ایک قرارداد کی مخالفت کی۔ جس میں گورنر گی آنا کی حمایت کرنے اور برطانوی ملکہ از سرنو سے ہمدردی اور وفاداری کا اظہار کیا گیا تھا مسٹر برنہام نے کہا۔ کہ ہم اس قرارداد کے پہلے حصے کے مخالف ہیں۔ اور دوسرے کو غیر ضروری سمجھتے ہیں۔ بہرحال کونسل نے یہ قرارداد سات ووٹ سے منظور کر دی۔ مسٹر برنہام نے وضاحت کے ساتھ کہا کہ کوئی ضروری نہیں ہے۔ کہ میں گورنر سے تعاون کروں۔ یہ ملکہ سے اظہار وفاداری کے سلسلہ میں تجویز کرنا ہے کیا جائے۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ ڈاکٹر جگن اور مسٹر برنہام امریکی طیارے کے ذریعے خود برطانیہ جانا چاہتے ہیں مگر درمیان میں پورٹو ریکو پڑتا ہے۔ وہاں سے گزرنے کا ویزا ملنے میں دقت پیش آ رہی ہے۔ اب وہ کوشش کریں گے۔ کہ کسی برطانوی طیارے کے ذریعہ سفر کریں۔ کل صبح جارج ٹاؤن میں ۶ مکانوں کی تلاشی لی گئی۔ اور کئی دیگر شہروں میں بھی تلاشیاں ہوئیں۔ اور بہت سے کاغذات پر قبضہ کر لیا گیا۔ پولیس نے پیپلز پروگریسو پارٹی کے دفاتر اور اس کے ممبروں کے گھروں کو گھیر لیا۔ ضبط شدہ کاغذات کے معائنہ کے بعد پیپلز پروگریسو پارٹی کے لیڈروں کی گرفتاری کے امکان میں پارٹی کے دفاتر کا تالہ توڑنے کے لئے ایک فائر کیا گیا۔ ہجوم جگہ جگہ تھا۔ پولیس بھی بادل نخواستہ کام کر رہی تھی۔ پولیس نے مسز جگن کو مکان سے باہر جانے کی اجازت دیدی ہنگامی حالات کے تحت گراموفون کے کچھ ریکارڈ بھی ضبط کر لئے گئے۔ سانڈرین اور سیر فلم ڈسٹری بیوٹرز اور دیگر کئی دوکانداروں کی تلاشی لی گئی ڈاکٹر جگن نے اخباری نمائندوں کو بتایا ہے۔ کہ میں نے گورنر سے کہا۔ کہ آپ گی آنا میں استصواب رائے کرا کے دیکھیں۔ کہ یہاں کے عوام پارلیمانی جمہوریت دولت مشترکہ میں شامل ہونا چاہتے ہیں یا نہیں؟ انہوں نے کہا کہ میں خود دولت مشترکہ کے پایہ تخت لندن میں جاؤں گا معلوم ہوا ہے۔ کہ گی آنا میں کمیونسٹ حکومت کے قیام کے لئے جو ہڑتال کی گئی ہے۔ اس سلسلہ میں ہر جگہ کھیتوں میں کام بند کر کے اقتصادی بحران پیدا کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ ڈاکٹر جگن نے بتایا کہ اب میں جہاں جاتا ہوں۔ پولیس کی جیپ کاریں مجھے گھیرے میں لیتی ہیں۔ فوج نے مظاہرین کے خلاف مشق کر دی ہے۔ خندق بنائی گئی ہیں گولے چلائے جا چکے ہیں۔ ڈاکٹر جگن کا تین سالہ بچہ جو ...

گی آنا میں اجتماعات پر پابندی

جارج ٹاؤن ۱۴ اکتوبر۔ ذوالفقار علی فوجی گورنر جنرل جان ونسٹن نے ایک نشریہ میں ہر قسم کے جلسوں اور جلوسوں اور مظاہروں پر پابندی کا اعلان کیا۔ البتہ پچھلے دنوں یہاں کے عوام نے جو امن پسندی کا مظاہرہ کیا ہے۔ اس کا شکریہ ادا کیا۔

پاکستانی کمانڈر انچیف کی مصروفیات

فورٹ بیننگ (امریکہ) جنرل محمد ایوب خان کمانڈر انچیف پاکستان معہ جنرل ماسں کئی روز سے یہاں فوج کے تربیتی اسکول کا معائنہ کر رہے ہیں۔ ان کے سامنے فوجی مظاہرے کر رہے ہیں۔ سرکاری طور پر کل رات ان کی ضیافت کی گئی۔

ایک ٹیلی گرام سے ڈاکٹر کے گھر میں کا پتا ہو آیا اور چھپ گیا۔ اس کی ماں نے جسے برطانوی حلقے کمیونسٹ تحریک میں ہمراہ سمجھتے ہیں کہا ہے کہ حکومت بندوق سنبھالو اور جو بھی گولی چلاؤ۔ گورنر برطانیہ کی رپاتانے ڈاکٹر جگن سے کہا۔ کہ برطانوی نوآبادیات کے وزیر مسٹر لٹلٹن ۱۹ اکتوبر کو پہنچنے والے ہیں۔ آپ ان سے پہلی فرصت میں ملاقات کیجئے۔ ڈاکٹر جگن نے کہا کہ حکومت برطانیہ بہانہ تلاشیوں سے جمہوریت کا خون کر دہی ہے کیونکہ ہماری سرگرمیاں تلاشی سے کوئی واسطہ نہیں رکھتیں وہ ملی طور پر جاری ہیں۔ اب فوج کے ذریعہ اس سازش کا پتہ چلایا جا رہا ہے جو امریکہ سے موجود ہی نہیں ہے۔

(بقیہ لیڈر صفحہ ۲)

مرکزیت کا یہی فلسفہ ہے جو اجتماعی جدوجہد باہمی تعارف و تعلق اور آپس میں صلاح و مشورہ کی صورت میں قومی ترقی کے لئے بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔ اور ہمیں یقین ہے کہ ہمارے نوجوانوں سے بڑھ کر دنیا کی کسی اور قوم کے نوجوان اس چیز کی صحیح قدر و قیمت نہیں سمجھ سکتے۔

اس کے علاوہ اجتماع کا دوسرا سہ روزہ پروگرام علمی اور عملی تربیت کے مظاہروں کی شکل میں سراسر نوجوانوں کی ان فطری استعدادوں اور صلاحیتوں کو چمکانے والا ہے۔ جو انہیں اللہ تعالیٰ نے دین۔ ملک۔ قوم اور بنی نوع انسان کی خدمت کے لئے ودیعت کی ہیں۔ اور جنہیں بڑھانے اور ترقی دینے کی ہر لمحہ ضرورت ہے۔

یہ اور اسی قسم کے دوسرے امور ایسے ہیں۔ جن کی موجودگی میں ہم خدام سے پوری پوری توقع رکھتے ہیں۔ کہ وہ زیادہ سے زیادہ تعداد میں اپنے اس سالانہ اجتماع میں شریک ہوں گے اور ایسے مواقع سے صحیح رنگ میں فائدہ اٹھانے کی کوشش کریں گے۔ ہم مجالس کے قائدین اور دوسرے عہدہ داروں سے بھی امید کرتے ہیں۔ کہ وہ اپنے اراکین کو ایسے اجتماعات کی پوری اہمیت سمجھانے کی کوشش کریں گے۔ اور مرکزی قواعد اور ہدایات کے مطابق زیادہ سے زیادہ تعداد میں شرکت کی تحریک کریں گے ... عمل صورت ... سکتے ہیں ... گے۔